

قرآن کریم یاد کرنے کے طریقے

قاری محمد طلحہ بلال احمد نیار

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید کو اپنے آخری نبی خاتم النبیین والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ پر نازل فرمائی، اور زمانہ نزول سے تا قیامت اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا، جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** [الحجر ۹] یعنی بلاشبہ ہم نے ہی قرآن کریم اتارا، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہ خصوصیت آسمانی کتابوں میں صرف قرآن مجید کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا، اس کی حفاظت کی منجملہ شکلوں میں ایک شکل یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ہزاروں لاکھوں افراد کو قرآن مجید کے الفاظ و کلمات کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کی سعادت بخشی، بلکہ بعض مفسرین نے یہاں تک کہا کہ **وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** میں خود حفاظ قرآن کی حفاظت اور ان کی بقاء بھی مراد ہے۔

یسر الحفظ:

سینوں میں محفوظ ہونے کا تعلق قرآن مجید کی ایک اور خصوصیت سے ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے یاد کرنے کو آسان کر دیا، ارشاد باری ہے: **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ** [القمر ۱۷] مفسرین نے للذکر کے متعدد معانی ذکر کئے ہیں، ان میں ایک معنی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے یاد کرنے کو آسان کر دیا۔

سرعة النسيان:

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا یاد کرنا جتنا آسان ہے، اتنا ہی اس کا سینوں سے نکل جانا اور بھول جانا بھی مشکل نہیں، ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **« تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ مِنْ عُقْلِيهَا »** [بخاری] **« وَفِي رِوَايَةٍ « فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقْلِيهَا »** [مسلم] یعنی قرآن کریم کی نگرانی کرتے رہو، کیونکہ وہ سینوں سے

نکلنے میں بنسبت اونٹوں کے اپنی رسیوں سے زیادہ جلدی نکل جانے والا ہے۔

نسیان فطری امر ہے:

انسان کا کسی بات کو بھول جانا ایک طبعی اور فطری امر ہے، جو اس کی سرشت و فطرت میں موجود ہے، انسان مرکب من النسیان کا مطلب یہی ہے، اور کہا گیا ہے: اول ناس اول الناس، سب سے پہلا بھول جانے والا انسان سب سے پہلا انسان ہے، یعنی حضرت آدم علیہ السلام، تو انسان پر نسیان طاری ہونا غیر اختیاری امر ہے، اس لئے شریعت نے اس کو گناہ شمار نہیں کیا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَحَاوَزَ عَن اُمَّتِي الْخَطَاةَ وَالنَّسِيَانَ» [ابن ماجہ] یعنی میری امت سے چوک جانے اور بھول جانے کا گناہ معاف کر دیا گیا۔

لیکن دنیا دار الاسباب ہے، انسان اگر ایسے اسباب اختیار کر سکتا ہو جس سے وہ خطا و نسیان سے بچ سکتا ہو، جیسے قرآن پاک کے حق میں اس کا دور کرنا ہے، جس کی طرف حدیث مذکور میں تَعَاهَدُوا کا لفظ مشیر ہے، پھر وہ سب کو اختیار نہ کرے، بلکہ غفلت اور سستی سے کام لے، تو نسیان پر پکڑ ہوگی مؤاخذہ ہوگا، اور قرآن کریم کے یاد کرنے کے بعد بھلا دینے کو تو سخت ترین گناہ شمار کیا گیا، ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ: ”مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے، چنانچہ میں نے اس سے بڑا گناہ نہیں دیکھا کہ کسی نے کوئی سورت یا آیت یاد کرنے کے بعد بھلا دی ہو“ [ابوداؤد] تو اس مؤاخذہ سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے، وہ ہے: دور کر کے دوبارہ حفظ کو پختہ کرنا۔

مشکلات الحفظ:

حفاظ کرام کو حفظ کے سلسلہ میں جو مشکلات پیش آتی ہیں، ان میں دو باتیں اہم ہیں: ایک تو نسیان القرآن ہے، یعنی یاد کیا ہوا بھول جانا، اور دوسری بات: تشابہات القرآن، یعنی وہ آیات تامہ یا اجزاء آیات جو ایک سے زائد بار قرآن کریم میں دہرائے گئے، الفاظ کے اتفاق کے ساتھ یا قدرے اختلاف کیساتھ، جن میں حفاظ کو مشابہت لگ کر غلطی جانے کا امکان ہوتا ہے۔

اس وقت موضوع مقالہ بھی یہی باتیں ہیں، میں کوشش کروں گا کہ ان کے متعلق چند مفید باتیں آجائیں، جو مشکلات حل کرنے میں معین و مددگار ہوں۔

پہلی بات: نسیان القرآن

یاد کیا ہوا بھول جانا یہ بہت سے حفاظ کے لئے مشکلات پیدا کرتا ہے، اس کی متعدد وجوہات ہیں جن کا سمجھ لینا حفاظ قرآن کے لئے بہت ضروری ہے، تاکہ ان کی محنت ضائع نہ ہو، حدیث بالاتعاہدوا القرآن میں ایک اہم وجہ کی طرف اشارہ کیا گیا، اور وہ ہے اس کے دور کی نگرانی کرنے کی طرف سے غفلت برتنا۔

نسیان کے سمجھنے کے لئے نفس حفظ کو سمجھنا ضروری ہے، کہ حفظ کیا ہے؟ اور حفظ کا کام کیسے ہوتا ہے؟ اور اس میں کہاں کہاں ہم سے کوتاہی واقع ہوتی ہے؟ جس کی بناء پر ہمارا حفظ متاثر ہوتا ہے، پختہ نہیں ہوتا، دیر پانہیں رہتا۔ تو آئیے اس پر تھوڑی تفصیلی گفتگو کریں۔

ماہرین تعلیم کہتے ہیں کہ: یاد کرنے کی چیز اگر از قبیل الفاظ و کلمات ہو، جیسا کہ قرآن کریم کا معاملہ ہے، تو اس کے حفظ کرنے کا کام چار مرحلوں میں پورا ہوتا ہے، یا یوں کہئے کہ ان کا یاد کرنا چار کاموں کا مجموعہ ہے: تسبیل، تثبیت، تخرین، استرجاع۔ یہ چار کام ان کے اصول و ضوابط کے مطابق اگر انجام دئے جائیں، تو حفظ پختہ ہوگا، دیر پانہ ہوگا، اور بھول جانے کی دشواریوں سے حد الامکان محفوظ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی دماغ میں تیس سے زائد طاقتیں اور صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں، مثلاً: تعریف پہچانا، تنبیہ چوکننا ہونا، تصور صورت و شکل خیال میں لانا، ترکیب جوڑنا، تصنیف ترتیب دینا، تحلیل تجزیہ کرنا، تعلیل وجہ معلوم کرنا، تخمین اندازہ لگانا، مقارنہ موازنہ یا کمپیر کرنا، فہم سمجھنا، استنتاج نتیجہ نکالنا، قرار ایک پختہ رائے طے کرنا، حکم فیصلہ صادر کرنا، تحدت بولنا، الخ ان صلاحیتوں میں ایک ہے حفظ یاد کرنا۔

پھر ہر انسان کا ذہن اور حافظ قوت کے اعتبار سے اور نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، کسی کا حافظہ سمعیہ ہوتا ہے یعنی سن کر جلدی یاد کر لیتا ہے، کسی کا بصریہ ہوتا ہے، دیکھ کر جلدی یاد ہوتا ہے۔

تو حفظ سراسر ایک ذہنی دماغی کام ہے، ہم جب کوئی بھی چیز یاد کرتے ہیں تو وہ چیز ذہن تک ہمارے حواس کے ذریعہ پہنچتی ہے، الفاظ و کلمات، جملے اور تعبیرات کے لئے حواس خمسہ میں سے خصوصی طور پر کان اور آنکھ استعمال ہوتے ہیں، جب کان کے ذریعہ ہم کوئی بات سنتے ہیں، یا آنکھ سے دیکھتے ہیں، یا زبان سے بولتے ہیں یا پڑھتے ہیں، تو اس بات کا عکس ہمارے حافظہ کے ظاہری حصہ پر نوٹ ہو جاتا ہے، جیسے اسکرین پر لکھے ہوئے حروف نظر آتے ہیں، اس کو تسجیل بولتے ہیں، یہ حفظ کا پہلا مرحلہ ہوتا ہے، اور اس مرحلہ کی باتیں ذہن سے بہت جلدی نکل جاتی ہیں۔ پھر اگر ہم اس بات کو کئی بار رٹ لیں دہرائیں، تو بات دوسرے مرحلہ میں منتقل ہو جاتی ہے، وہ ہے مرحلہ تثبیت، یعنی پکی ہو جاتی ہے، حافظہ میں جم جاتی ہے، اس کا نقش پختہ ہو جاتا ہے، جیسے اسکرین پر ظاہر ہونے والی کتابت کو محفوظ کر لیں کر لیں، اس کے بعد اگر ہم وقتاً فوقتاً ان باتوں کا مذاکرہ کرتے رہیں، پابندی سے اس کا دور کرتے رہیں، تو وہ باتیں حافظہ میں مرحلہ تحزیب میں پہنچ جاتی ہے، اسٹوک ہو جاتی ہے، اور اس کے مٹ جانے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ تین مرحلے محفوظات یعنی یاد کرنے کی باتوں کو ذہن کی طرف درآمد کرنے کے

ہیں، اور چوتھا مرحلہ استرجاع اور استدعاء کہلاتا ہے، یعنی یاد کی ہوئی چیز کو برآمد کرنا، ظاہر کرنا، حافظہ سے باہر کی طرف لے آنا، بول کر یا لکھ کر، یہ مرحلہ پچھلے مرحلوں پر اعتماد کرتا ہے، یعنی یاد کی ہوئی چیز جس مرحلہ میں ہوتی ہے اس کے اعتبار سے اس کا استرجاع (لوٹانا) مکمل یا ادھورا ہوتا ہے۔

حفظ کا پہلا کام: تعمیل

جب قرآن شریف لے کر ہم نیا سبق یاد کرنا شروع کرتے ہیں تو ہم حفظ کا پہلا کام تسجیل شروع کرتے ہیں، اس مرحلہ میں چند باتوں کا اگر لحاظ رکھیں، تو حفظ کا کام مضبوط ہوگا، اور جلدی بھول جانے کے اندیشہ سے محفوظ رہے گا:

(۱).....**تصحیح تلاوت:** یہ بہت اہم ہے کہ ہم جو چیز یاد کریں اس کا تلفظ صحیح کر لیں، تاکہ اس کے پڑھنے میں کوئی زبردستی وغیرہ کی غلطی باقی نہ رہ جائے، کیونکہ جو چیز ایک بار غلط یاد ہو جاتی ہے، تو اس کی تصحیح کے لئے الگ محنت کرنا پڑتی ہے، اساتذہ بھی اس کو معمولی نہ سمجھیں، بعض اساتذہ نیا سبق صرف نشان لگا کر یاد کرنے کے لئے دے دیتے ہیں، یہ مناسب نہیں، بلکہ طالب علم کو ایک بار پڑھ کر سنادیں یا اس سے سن لیں تاکہ اغلاط کی طرف سے اطمینان ہو جائے۔

(۲).....**ترکیز:** یعنی پوری توجہ اور دھیان کیساتھ یاد کرنا، ذہن کو دوسرے شواغل و صوارف سے خالی کر کے یاد کرنا، اگر ذہن کسی دوسرے کام میں مشغول ہو تو بے دھیانی اور غفلت کے ساتھ یاد کیا ہو اسبق بہت جلدی ذہن سے غائب ہو جائے گا، اسی طرح اگر ذہن تھکا ہوا ہو یا کوئی اور بات اس کی توجہ میں خلل ڈالنی والی ہو جیسے خوف، گھبراہٹ تو ذہن یاد کرنے کا کام اچھی طرح نہیں کر پائے گا، بعض اساتذہ جو ڈرا دھمکا کر یا مار پیٹ کر یاد کرواتے ہیں اس سے یاد کیا ہوا دیر تک محفوظ نہیں رہتا، اسی طرح عین امتحان کے وقت ہنگامی طور پر جو تیاریاں کی جاتی ہیں، امتحان کے بعد اس ساری محنت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

(۳).....**صوت:** جو چیز یاد کرنی ہو اس کو اونچی آواز میں پڑھنا چاہئے، تاکہ کان کے ذریعہ آواز حافظہ اور یادداشت تک پہنچ جائے، بعض طلبہ قرآن شریف کو کھول کر تکتے رہتے ہیں، اور من من میں پڑھ کر یاد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کو جلدی یاد بھی نہیں ہوتا، اور نہ یاد کیا ہوا پختگی پکڑتا ہے۔

اسی طرح پڑھنے کے ساتھ سبق کو دوسروں سے سننے کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، تاکہ سماعت و بصارت دونوں کا استعمال ہو کر حفظ کو تقویت ملے۔

(۴).....**تکرار کے دوران دیکھ کر پڑھنے اور تسمیح ذاتی میں توازن:** کسی بھی چیز کے یاد کرنے کے لئے اس چیز کا

رشنا اور دہرانا ناگزیر ہے، اس کے بغیر یاد ہونا ممکن نہیں ہے، تو یاد کرنے کی چیز رٹتے ہوئے اپنے حافظہ کی نوعیت ملحوظ رکھنی چاہئے۔

اد پر عرض کیا گیا کہ ہر ایک کا حافظہ الگ الگ ہوتا ہے، کسی کا حافظہ سمعیہ ہوتا ہے یعنی سن کر جلدی یاد کر لیتا ہے، کسی کا بصریہ ہوتا ہے، دیکھ کر جلدی یاد کر لیتا ہے۔ ہر ایک اپنے بارے میں تجربہ کر کے معلوم کر سکتا ہے، لیکن عموماً یہ دیکھا گیا کہ حفاظ تسمیح ذاتی (خود کوسنانے) کا تناسب زیادہ رکھتے ہیں، ایک دو بار دیکھ کر پڑھنے پر اکتفا کر کے منہ پر پڑھ کر یاد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ تجربہ یہ کہتا ہے کہ دیکھ کر پڑھنے کی مقدار زیادہ رکھنی چاہئے، مثلاً دس مرتبہ رٹنے کے دوران پانچ چھ مرتبہ دیکھ کر غور سے پڑھیں، تاکہ الفاظ کا عکس ذہن پر نقش ہو جائے، کیونکہ انسان کی آنکھ کیمرہ کا کام کرتی ہے، پھر تین چار مرتبہ منہ پر دہرائیں، دیکھ کر پڑھنے کی مقدار میں اضافہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دیکھ کر پڑھنے کے دوران بھی آواز کان میں پڑتی رہتی ہے جس سے سماعت کو اس کا بھرپور حصہ ملتا ہے، جبکہ ایک دو بار دیکھ کر پڑھنے میں بصارت کا حصہ ناقص رہ جاتا ہے۔

(۵)..... ربط الآيات : حفاظ کے یہاں یاد کرنے کا جو معہود طریقہ ہے، وہ یہ ہے کہ وہ چھوٹی آیت کو پوری اور بڑی آیت کے ایک حصہ کو کئی بار دہراتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے یاد ہو جانے کا اطمینان ہو جاتا ہے، پھر دوسرے حصہ کا تکرار اسی طرح کرتے ہیں، یاد ہو جانے کے بعد پھر پہلے اور دوسرے حصہ کو ملا کر کئی بار رٹتے ہیں، جس سے آیت کے اجزاء مربوط ہو جاتے ہیں، پھر ایک آیت کے اختتام پر دوسری آیت کو اسی طرح الگ سے یاد کرتے ہیں۔

لیکن اس طریقہ میں ایک کمی یہ رہ جاتی ہے کہ پچھلے آیت کے آخری حصہ کو اگلی آیت کے ابتدائی حصہ سے ملا کر دہراتے نہیں ہیں، جس سے حفظ میں دو دشواریاں پیش آتی ہیں: ایک تو: آیت پوری ہونے پر اگلی آیت یاد نہیں آتی، اور دوسری دشواری: آیت کے آخری لفظ کا اعراب معلوم نہیں ہوتا جس کی وجہ تراویح وغیرہ میں بعض آیات ملانے میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ان دونوں کا حل یہ ہے کہ یاد کرتے وقت جس طرح آیت کے مختلف حصوں کو ملا کر رٹا جاتا ہے، اسی طرح آیت کے آخری حصہ کو مابعد والی آیت کے ابتدائی حصہ کے ساتھ ملا کر بھی کئی بار دہرانا چاہئے۔

حفظ کا دوسرا کام: تثبیت

اہل تجربہ کہتے ہیں کہ: جو بھی نئی بات ہم سیکھتے ہیں یا یاد کرتے ہیں اس کے بھول جانے کی رفتار پہلے چوبیس گھنٹے میں تقریباً ۸۰ فیصد کے برابر ہوتی ہے، پھر دوسرے دن بھولنے کی رفتار میں کمی ہونی شروع ہوتی ہے، یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد ٹھہراؤ آتا ہے۔

اس قانون کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ نئے سبق کا دوسرے دن خوب نکرار ہو، تاکہ حفظ میں جماؤ پیدا ہو، ورنہ وہ بہت جلدی ذہن سے نکل جائے گا، یا اس کا عکس مضمحل ہو جائے گا۔

بہت سے طلبہ یہ شکایت کرتے ہیں کہ: ہم نے نیا سبق گذشتہ کل ہی یاد کیا ہے، لیکن دوسرے دن اس کا اکثر حصہ بھول گئے، اس کی وجہ یہی نسیان کا قانون ہے، اس لئے دوسرے دن یاد کی ہوئی چیز کا دور بہت اہتمام سے اور مقدار کثیر میں کرنا چاہئے، اسی سے وہ حافظہ میں جم کر پکا ہوتا ہے۔

تشہیت حفظ کے لئے بعض اہل علم پچاس مرتبہ یا اس سے زائد دہرانے کا مشورہ دیتے ہیں، اور سومرتبہ ہو جائے تو نور علی نور۔ تین سو سے پانچ سو مرتبہ دہرانے کے بھی قائلین ہیں۔

ہمارے یہاں حفظ کے درجات میں سبق پارہ سنانے کا جو طریقہ ہے، سات سبق یا اس سے زائد مقدار روزانہ سنانے کا معمول جو ہے، وہ تشہیت حفظ میں کچھ حد تک معاون ضرور ہے، لیکن نا کافی ہے، دن میں ایک بار سنانے سے پختگی نہیں ہوتی ہے، ہونا یہ چاہئے کہ طالب علم کو دوسرے دن پچھلے سبق کی ہر آیت کم از کم بیس پچیس مرتبہ دہرانے کا پابند بنایا جائے، اور چار پانچ مرتبہ اس سے سبق پکنا جائے۔ تو امید ہے کہ حد اطمینان تک اس کا وہ سبق حافظہ میں مثبت ہو جائے گا۔

حفظ کا تیسرا کام: تخرین

تخرین حفظ کا کام آموختہ سنانے سے اور پابندی سے یاد کی ہوئی باتوں کا مذاکرہ کرنے سے ہوتا ہے، اسی کو حدیث پاک میں (تعاهد القرآن) سے تعبیر کیا گیا، یعنی منظم طریقہ سے آموختہ پڑھنے اور سنانے کا معمول جاری رکھنا، دورِ حتمی کثرت سے اور بڑی مقدار میں کیا جائے گا، اتنا ہی حفظ پختہ ہوتا چلا جائے گا، بعض طلبہ آموختہ سنانے میں سستی کرتے ہیں اور جی چراتے ہیں، اور اس کی مقدار میں بھی کافی کمی کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کا حفظ کچا ہی رہتا ہے، اور آموختہ تازہ کرنے کے لئے ہر وقت محنت کرنی پڑتی ہے، بغیر مراجعت کے وہ سنا نہیں پاتے۔

اہل تجربہ کا کہنا یہ ہے کہ: حافظ کو ایک پارہ پورا ہونے تک روزانہ پوری مقدار کا دور کرنا چاہئے، دو پارے سے پانچ پارے تک آدھے پارے سے کم آموختہ نہیں ہونا چاہئے، چھ سے دس تک پونا پارہ یومیہ، دس سے پندرہ تک ڈیڑھ پارہ، پندرہ سے بیس تک روزانہ دو پارے، اور اس کے اوپر ڈھائی پھر تین پارے تک روزانہ کا دور ہونا چاہئے، یعنی پوری مقدار محفوظہ کا دور کم از کم دس دن کے دوران مکمل ہو جانا چاہئے، یہ سب سے بہتر ترتیب ہے۔ حفظ کے ایام میں اس میں جتنی کمی ہوگی اتنا حفظ متاثر ہوگا۔

کثرت سے دور کرنے سے حفظ مرحلہ تخرین تک پہنچ کر اس میں جماؤ اور ٹھیراؤ پیدا ہو جاتا ہے، پھر بھولنے کی

رفقار بہت دھیمی ہو جاتے ہے، اور ہر وقت تیاری کرنے کی اور سنانے سے پہلے دیکھنے کی زحمت نہیں کرنی پڑتی، مرحلہ تحزین سے محفوظ بات کو واپس لانا اور ظاہر کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔

الغرض: حفظ کرنے کے بہت سارے طریقے ہیں، اس سلسلہ میں سب سے جامع اور مفید کتاب شیخ یحییٰ بن عبد الرزاق غوثانی کی کتاب ہے، جس کا عنوان کیف تحفظ القرآن الکریم ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، اس کتاب میں مصنف نے بیس سے زائد طریقے قرآن شریف یاد کرنے کے لکھے ہیں۔

پرانے کچے حفاظ کی خدمت میں

رہ گئی بات ان حفاظ کی جو ایک مرتبہ قرآن شریف یاد کرنے کے بعد اس کے دور کی طرف سے غفلت کرنے کے بنا، یا اور کوئی وجہ سے اس کو بھول گئے ہیں، اور ان کا حفظ بہت کمزور ہو چکا ہے، یا نسیاً منسیا ہو گیا، وہ اب رمضان المبارک میں محراب سنانے کے بھی قابل نہ رہے، ان حضرات کے لئے اپنے گمشدہ حفظ کو دوبارہ لوٹانے کے لئے بھی اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے، کہ وہ ہمت کر کے از سر نو یاد کرنا شروع کر دیں، اور اپنے آپ ایک کورے حافظ کی مانند قرار دیکر، ذہن سے ہر طرح کی مایوسی کے تصورات نکال دیں، اور یہ جان لیں کہ اس سلسلہ میں کوئی دعا و طیفہ کام نہیں دے گا، بلکہ حفظ کا کام تو اس کے طریقہ سے ہی ہوگا، لہذا ان کو مایوسی سے نکل کر ہمت و عزم مصمم سے کام لینا ہوگا، اور ایک منظم لائحہ عمل تیار کر کے اس کے مطابق بلا ناغمہ کام کرنا ہوگا، کام شروع کریں گے تو آسانیاں پیدا ہوں گی، اور خدا کی مدد شامل حال ہوگی، اور یسرنا القرآن للذکر کا ظہور ہوگا۔

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ ایک چیز ایک بار یاد ہو کر بھول جانے کے بعد، اس کو دوبارہ یاد کرنا نسبت بالکل نئے حفظ کے آسان ہوتا ہے، پرانے حفظ کے نقوش نہایت ہلکے ہی سہی یادداشت میں کہیں محفوظ ہوتے ہیں، ان کی آبیاری کرنے سے دوبارہ وہ ہرے بھرے ہو جاتے ہیں، یہ بات مجرب ہے۔

الحمد للہ، بہت سے اس طرح کے حفاظ نے پختہ ارادہ کر کے ایک ترتیب بنائی، اور تھوڑا تھوڑا کام شروع کیا، تو دو تین سال میں وہ اپنے گمشدہ حفظ کو لوٹانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئے۔ ان حضرات سے رجوع کر کے طریقہ معلوم کرنے سے کام میں سہولت ہوگی، اور زندہ نمونہ دیکھ ہمت بھی بندھے گی، اللہ تعالیٰ ان حفاظ کی مشکلات کو آسان فرمائے، ان کی مدد کرے، ان کی راہ کی رکاوٹوں کو دور فرما کر ان کے لئے حفظ پختہ کرنے کی سبیل ہموار فرمائے۔ اس سلسلہ میں ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ: حفظ پختہ کرنے کا یہ کام انفرادی طور پر کرنے کی بجائے، اجتماعی شکل میں ہو، یعنی ہر ایک اپنا کوئی ساتھی منتخب کر لے، جس کے ساتھ سننے سنانے کی ترتیب بنا لے، تو کام منظم طریقہ سے ہوگا، اور اجتماعیت کی برکت سے آسان بھی ہوگا۔